زیارتِ قبور
مفسر اعظم علامہ مفتی ابراہیم رضا خان قادری رحمہ اللہ
WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM
www.muftiakhtarrazakhan.com

احادیثِ نبوی اور اقوالِ ائمہ محدّثین سے زیارتِ قبور کا ثبوت

مولفہ ومصنفہ

نبیرۂ اعلیحضرت خادمِ دین وملت ماحیٔ بدعت حامیٔ سُنّت خویدم الطلبہ
والحدیث فی منظر الاسلام لاہل السنّت و جماعت مولٰنا محمد ابراہیم رضا
خان صاحب جیلانی گلِ گلزارِ رضویت شمعِ شبستانِ سنّیت

مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

(زاہد بشیر پرنٹرز لاہور)

نام کتاب ______ زیارت قبور
مصنف ______ نبیرہ اعلیحضرت مولانا محمد ابراہیم
" ______ رضا خاں صاحب جیلانی
پریس ______ مولادالا
ناشر ______ حاجی محفوظ احمد قادری رضوی
ملنے کا پتہ ______ مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر
قیمت ______ 4/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

الحمد للہ حمدا اکثیرا طیبا دائما مبارکا والصلوۃ والسلام

علی سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والاٰخرین

واٰلہٖ وصحبہٖ واولیائہٖ اجمعین۔

اَمَّا بَعْدُ ؛ فقیر کا ارادہ عرصہ سے تھا کہ زیارتِ قبور کے بارے میں اشعۃ اللمعات

تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۰۰ھ) اور بخاری شریف و مسلم شریف اور دیگر

احادیث اور عینی وغیرہ میں جو کچھ مذکور ہے، سب کو یکجا کرکے دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی

کے شعبۂ تبلیغ کی طرف سے اس کو شائع کردں۔ ھو ھذا۔

بابِ زیارت قبورِ صُلحاء و اَتقیاء

اموات کو پڑوس میں قبور صالحین کے دفن کرنا اور ان کے حضور میں حاضر ہونا سبب

برکت و نورانیت وصفا کا ہے اور زیارت مقامات متبرکہ اور وہاں دُعا کرنا متوارث ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (تبع تابعی) نے فرمایا کہ قبر موسیٰ کاظم (کاظمین میں ہے) رضی اللہ

تعالیٰ عنہٗ۔ تریاق مجرب ہے، قبولیت دُعا کے لیے اور زیارتِ قبور میں ان اہلِ قبور کا

ادب اسی طرح ہوگا جیسا کہ ان کی حالتِ حیات (ظاہری) میں تھا جیسا کہ کہا طیبی نے

کتب فقہ متاخرین میں بعض وجوہ سے اس میں توسیع پائی جاتی ہے (جیسا کہ علامہ شامی

نے قبورِ صالحین پر چادریں ڈالنے کو مستحب لکھا، مختصر یہ کہ زیارتِ قبور اعمالِ خیر سے ہے۔
اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبورِ اہلِ بقیع پر تشریف لاتے اور ان کے واسطے دعا و استغفار
فرماتے خصوصاً نصف شعبان کی شب میں احادیثِ متعددہ میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔
ایسی زیارت جس میں کوئی بدعت و مکروہ نہ ہو مستحب ہے۔ ابتداءً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے زیارتِ قبور کی ممانعت فرمائی تھی (یہ قبورِ مشرکین کی ممانعت تھی درحقیقت) اور آخر
میں فرمایا۔ پہلے میں کہتا تھا کہ زیارتِ قبور نہ کرو۔ اب میں کہتا ہوں کرو کہ یہ تذکرِ آخرت
اور باعثِ بے رغبتی دنیا ہے، لیکن عورتوں کے بارے میں بعض فقہاء کا خیال ہے
کہ ممانعت باقی ہے، مگر زیارت روضۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض احادیث
میں زیارتِ قبور کرنے والی عورتوں کے لیے لعنت آئی، لیکن بعض فقہاء کہتے ہیں کہ یہ
ابتداءً تھی، پھر بعد کو رخصت آئی اور وہ حدیث لعنت منسوخ ہوگئی اور حکم حدیث ممانعت
عورتوں کے رونے دھونے اور بے صبری کی وجہ سے ہے (تو یہ ان کے اعزہ کی قبور کے
متعلق ہو سکتا ہے جو حال ہی انتقال کیے ہوں)، اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی۔ فرمایا، قبور کی زیارت
کرو کہ موت یاد آتی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے والدین کو زندہ فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے، پھر انتقال فرما گئے۔
علمائے نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور حدیث زیارت قبر والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ممانعتِ استغفار اس سے پہلے ہے (یہ واقعہ احیاء والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بعد کا ہے) اس لیے علمائے متاخرین نے حضور علیہ السلام کے والدین کو کافر کہنے سے
منع فرمایا ہے تاحضرت آدم علیہ السلام تک اور مشکوٰۃ شریف میں بیہقی سے مرسلاً یہ حدیث ہے

کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی زیارت قبر کرے، ہر جمعہ کو بخشا جائے اور لکھا جائے (باتر نیکی کرنے والا) اپنے والدین کے لیے، اور ان کے لیے استغفار کرنا اور صدقہ کرنا (خیرات کرنا) یہی حکم رکھتا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قبرستان کو دیکھو تو یوں کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبور مدینہ پر حضور نے اپنا چہرہ مبارک ان کی طرف کیا اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ (ندا اہل قبور) یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف شعبان کی آخیر شب قبرستان بقیع تشریف لے گئے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاٰیَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اور اس کے علاوہ اور احادیث سفر السعادۃ (جس کی شرح شیخ محدث دہلوی نے فرمائی) میں ہے۔ آیۃ الکرسی، سورۃ اخلاص گیارہ بار، معوذتین، فاتحہ، یٰسین، تبارک الذی، ان کو پڑھنے کے بارے میں بھی (ایصال ثواب کیلئے) اخبار و آثار وارد ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب تم میں سے کوئی مر جائے، اس کو مت روکو، اس کو جلدی قبر میں پہنچاؤ اور بعد دفن اس کے سرہانے سورۃ بقر تا مفلحون اور اس کے پائتانہ سورۃ بقر آمن الرسول تا آخر پڑھو، اور حضرت امام نووی (شارح مسلم تقریباً ۲۵۰ ھ) نے کہا۔ اذکار میں کہ محمد احمد مروزی نے کہا کہ ہم نے سنا حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرماتے تھے

جب تم قبرستان میں جاؤ، تو پڑھو، سورۂ فاتحہ اور معوذتین و قل ھو اللہ احد اور اس کا ثواب اہلِ قبور کے لیے کرو، تو پہنچتا ہے ثواب ان کو (مسلم شریف میں ایک باب ہے، باب ایصال الثواب الی الاموات۔ اس میں ایصال ثواب کی احادیث ہیں، ان کی شرح میں امام نووی نے لکھا کہ صدقات کا ثواب کو پہنچتا ہے اور اس سے ان کو نفع ہوتا ہے۔ بالاتفاق یعنی اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور مسلم شریف کے مقدمہ میں بھی ________________

________________ اس کا مذکور ہے کہ پس صدقہ کرنا اموات کی طرف سے اس میں کسی کو اختلاف نہیں) اور شعبی سے ہے کہ جب انصار میں سے کوئی مرتا تو اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن شریف پڑھا کرتے اور سمرقندی نے روایت کیا، مرفوعاً، (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے) اگر گزرے کوئی شخص قبور پر پھر پڑھے۔ قل ھو اللہ احد دس بار (اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا۔ گیارہ بار) پھر دے اس کا ثواب اموات کو تو دیا جائے ہر مرتے کو پورا پورا۔ (یعنی تقسیم نہ ہو) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا اور ملے، اس پڑھنے والے اور ایصالِ ثواب کرنے والے کو اتنا گو نہ جتنا تمام اموات کو پہنچا حضرت حماد مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں مقابر مکہ میں گیا اور اپنا سر ایک قبر پر رکھا، تو دیکھا اہلِ قبور جمع ہیں اور حلقہ در حلقہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا شاید قیامت قائم ہوئی تو بولے نہیں۔ ہمارے بھائیوں میں سے ایک نے سورۂ قل ھو اللہ کا ثواب بھیجا ہے اس کو باہم تقسیم کر رہے ہیں، شروع سال سے، اور اخبار و آثار (احادیث) بہت ہیں اور بالکل صاف و واضح۔ بخوف طوالت ان کا ذکر چھوڑ دیا۔ پس ان کا مجموعہ اگرچہ بعض ان میں سے ضعیف ہوں، لیکن دلالت کرتا ہے کہ ان کی اصل ہے اور ہمیشہ ہر زمانہ میں اور ہر شہر میں مسلمان اموات کے لیے قرآن پڑھتے ہیں، کسی نے اس کا انکار کبھی نہیں کیا تو یہ

اجماع ہو گیا (اور اجماع امت کا انکار کفر ہے) اور حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد مقدسی حنبلی نے اپنی کتاب اجزاء میں لکھا کہ حضرت جلال الدین سیوطی نے کہا کہ قرآن پڑھنا قبر پر ہمارے اصحاب اس کی مشروعیت پر یقین رکھتے ہیں۔ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا کہ مستحب ہے زائر قبور کے لیے قرآن کا پڑھنا جو اُس کے لیے آسان ہو۔ دوسری جگہ کہا کہ ختم قرآن قبر کے نزدیک افضل ہے اور امام نووی نے زیارت قبر کی کئی اقسام کی ہیں۔ (۱) آخرت کی یاد اور موت کا خیال تو یہ ہر قبر سے ہو سکتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔ (۲) دعا کرنے کے لیے تو یہ مسنون ہے (سنت صحابہ ہے) مسلمان کی قبر کے لیے مخصوص (۳) تبرک کے لیے تو یہ مسنون ہے (سنت صحابہ ہے) اہل خیر کی قبور کے لیے اس لیے کہ عالم برزخ میں ان کو تصرفات واختیارات ہیں اور برکات بے شمار اور مدد ہائے بے انتہا (یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ صحیح حدیث میں حل مشکلات کے لیے تعلیم فرمایا ہے۔ (۴) یا ادائے حق کے لیے ہو۔ جیسے دوست یا اقربا۔ ابی نعیم نے روایت کیا جو زیارت کرے۔ قبر والدین کی یا اُن میں سے ایک کی جمعہ کے دن روایت بیہقی میں آیا بخشا جاوے اور اس کے لیے لکھی جاتے برأت لاگ نہ ہے یا رحمت کیلئے ۔۔۔ حدیث صحیح ہے۔ نہیں ہے کوئی شخص جو گزرتا ہے اپنے مومن بھائی کی قبر پر کر اس کو سلام کرتا ہے، مگر یہ کہ وہ اُس کو پہچانتا ہے اور جواب سلام دیتا ہے (تو اگر اُس سے دعا کرائیں اور اُس کے لیے دعا کریں جیسا اُس کی حالت حیات میں کرتے تھے یہ سب جائز و درست ہے) یہ سب مرقاۃ ملا علی قاری سے منقول ہوا اور بیہقی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال تتابع بخ وفات شہدا احد قبور شہدا احد پر جایا کرتے جب حضور وہاں پہنچتے تو با آواز بلند فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔

کے بعد حضرت ابوبکر (اپنے زمانہ خلافت میں) ہر سال اُحد پر تشریف لاتے اور پھر ہر سال
اپنے زمانہ خلافت میں حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی آتے رہے اور فاطمہ بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم (ہر جمعہ کو حضرت حمزہ کے مزار پر آیا کرتی تھیں اور حضرت عائشہ عبدالرحمن
بن ابی بکر کی قبر پر جایا کرتی تھیں (عینی شرح بخاری) نیز اُحد پر آتی تھیں اور دعا کرتی تھیں
اور حضرت سعد بن وقاص شہداء اُحد پر سلام کرتے تھے اور اپنے ساتھ والوں سے کہتے
تھے کہ تم کیوں نہیں سلام کرتے ہو اُس قوم پر کہ جو تم کو جواب سلام دے گی۔ یہ شرح الصدور
میں جلال الدین سیوطی نے لکھا اور حضرت ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا زیارت قبر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے آتی
تھیں اور اصلاح و مرمت قبر کی کرتی تھیں اور علامت کے لیے ایک پتھر قبر شریف پر حضرت
فاطمہ نے رکھا تھا (جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر رکھا
تھا اور یہ فرمایا تھا کہ یہ اس لیے کہ ان کی قبر ہم پہچانیں اور ان کے رشتہ داروں کو ان کے
پاس دفن کریں اور حاکم نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ حضرت فاطمہ زہرا
ہر جمعہ کو حضرت حمزہ کی قبر پر جاتیں اور وہاں نماز پڑھتیں اور روتیں اور دوسری روایت
میں آیا کہ ہر دو تین دن کے بعد شہداء اُحد کی قبروں پر جاتیں اور نماز پڑھتیں اور اُن سے
دعا کراتیں اور روتیں۔ یہ جذب القلوب میں ہے اور حضرت فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ
میں اپنی بہن کیساتھ غروب آفتاب کے بعد شہداء اُحد پر تھی (میں نے کہا چلو حضرت حمزہ کی قبر
پر سلام کریں اُس نے کہا ہاں۔ پس ہم کھڑے ہوئے قبر پر اور ہم نے کہا السلام علیکم
یا عم رسول اللہ تو سنا ہم نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور وہاں ہمارے
سوا کوئی دوسرا شخص نہ تھا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا نے اور ابونعیم نے اور بیہقی نے

عطا ابن یسار سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا حال ہوگا۔ تمہارا اے عمر جب تم مرو گے اور دفن کیے جاؤ گے اور تمہاری قبر پہ مٹی ڈالی جائے گی اور لوگ واپس جائیں گے اور منکر نکیر آئیں گے، اُن کی آواز گرجدار ہوگی اور ان کی آنکھیں ہیبت ڈالیں گی ہلائیں گے تجھے پس کیا ہوگا تیرا حال اُس وقت اے عمر۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اُس وقت مجھے عقل ہوگی حضور نے فرمایا ہاں تو عرض کیا میں اُن سے کفایت کر لوں گا۔ یہ شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور مولانا جلال الدین سیوطی میں ہے اور مستحب ہے وقت سلام میت پر کہ منہ اپنا میت کی طرف کرے اور دعا کرتے وقت بھی (اپنے لیے یا میت کے لیے) میت کی طرف منہ رکھے اور اسی پر عمل ہے تمام مسلمانوں کا۔ مظہری نے کہا زیارت میت مثل زیارت حیات کے ہے، اُس کی طرف متوجہ ہو پس اگر تھی وہ میت حالت حیات میں معظم بزرگ تو اُس سے ویسے ہی برتاؤ کرے یعنی اس سے دور جا کر بیٹھے اور کچھ فاصلہ پر کھڑا ہو اور اگر اس کی حالت حیات ظاہری میں اسکے نزدیک بیٹھتا تھا تو نزدیک بیٹھے اور نزدیک کھڑا ہو اور وقت زیارت پڑھے سورۃ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد تین بار، پھر دعا کرے اُس کے لیے (یا اپنے لیے اُس کے توسط سے) اور نہ چھوئے قبر کو اور نہ بوسہ دے کہ یہ عادت نصاریٰ کی ہے اور کہا بعض علماء نے کہ کوئی حرج نہیں ہے بوسہ دینے میں والدین کی قبر کو۔ یہ مرقاۃ میں ہے اور قبر شیخ اور قبر استاد اور قبور اولیائے کرام مثل قبور والدین کے ہے، بلکہ اُن سے بھی افضل ہے) اور کنز میں کہا ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے۔ ہر ہفتہ خصوصًا چار دن: پیر۔ جمعہ۔ جمعرات۔ بس جب چاہے کہ زیارت کرے تو دو رکعت اپنے گھر میں پڑھے اور ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص تین بار بعد فاتحہ کے پڑھے اور ثواب اس کا اُس کی روح کو بخشے تو حق تعالیٰ اُس کی قبر کو منور

دیگا اور اس کے پڑھنے والے کو بھی بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ راستہ میں کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو (ذکر اور قرآۃ قرآن کرتا جائے) جب مقبرہ میں پہنچے، تو جوتیاں اتارے (تعظیماً) اور پائنتی کی طرف سے جاوے سر کی طرف سے نہ جاوے، جیسا فتح القدیر میں ہے (یہ فقہ حنفی کی معتبر کتابیں ہیں) اور متبرک راتوں میں جیسے شب برات اور متبرک زمانہ ذی الحجہ دس دن اور دونوں عیدیں اور عاشورہ (دسویں محرم) متوجہ ہو میت کی طرف اور یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ خَلَفٌ اور اگر شہید ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور اگر مقبرہ مخلوط ہو کفار کے ساتھ تو کہے عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اور اس کے بعد کہے نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔

زیارت روضۂ اطہر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم

اسی کنز میں ہے، جب حضور کی قبر شریف پر حاضر ہو تو قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور حضور کی طرف منہ کرے آواز پست رکھے اور نظریں نیچی بہ حضور کی عظمت کے لیے کرے اور پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وغیرہ وغیرہ اگر کسی نے سلام کہلوایا ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ کہے زیارت قبور اولیاء پر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ جَزَاكُمُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزٰى وَلِيًّا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زیارت قبور سادات پر کہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یَا اَوْلَادَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَزَاكُمُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزٰى وَلَدَ نَبِيٍّ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ نَبِيٍّ

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زیارت قبور علماء پر کہے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
وَبَرَکَاتُہٗ یَا اَیُّھَا الْعُلَمَاءُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکُمْ جَزَاکُمُ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرَ مَاجَزٰی
عَالِمًا مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور زیارت قبر استاد میں کہے بعد سلام
کے جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرَ مَاجَزٰی اُسْتَاذًا مِنْ تَلَامِذَتِہٖ یہ خزانۃ الجلالی میں
ہے اور مستحب ہے کہ زندہ شخص اپنی دعا کو میت کے لیے مقدم کرے (اُس کی دعا پر اپنے
لیے) جیسے کہ حصن حصین کی شرح میں ہے، تو فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور حدیث میں ہے کہ اگر
مومن آیۃ الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب اہلِ قبور کیلئے کرے، تو خدائے تعالیٰ ہر میت کی قبر
میں مشرق سے مغرب تک ثواب داخل فرماتا ہے اور قبر کو کشادہ کر دیتا ہے اور ہر میت
کے درجہ کو بلند کر دیتا ہے ——————— اور پیدا فرماتا ہے
خدائے تعالیٰ ہر حرف کے عوض فرشتہ کو کہ تسبیح کرتا ہے۔ اس کے لیے قیامت تک تو الھٰکم التکاثر (اذا زلزلت)
اور سورہ تکاثر اور سورۂ اخلاص سات یا دس بار پڑھے اور حدیث میں ہے کہ اگر پڑھے کوئی شخص
ماں باپ کی قبر پر فاتحہ اور قل ہو اللہ سات بار یا دس بار پڑھے، تو حق تعالیٰ انکی قبروں کو
منور کر دیگا۔ نمبر نوروں کے ساتھ قیامت تک اور اگر چاہے، تو سورہ یٰسٓ اور سورہ تبارک
بھی پڑھے اور حدیث میں ہے کہ جو زیارت قبر کرے اور یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ لَّا تُعَذِّبَ بِھٰذَا الْمَیِّتِ تو حق تعالیٰ قیامت تک اس قبر سے عذاب
کو اٹھالیگا اور گل و ریحان کا قبر پر رکھنا اچھا ہے کہ جب تک تر ہے تسبیح کرتا ہے اور میت کو اس
سے انس ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اگر قبر پر گھاس اُگی ہو تو اُسے دُور نہ کریں، جتنی
گھاس سبز ہوگی اثر رحمت زیادہ ہوگا یہ فتاویٰ برہنہ میں ہے ۔

سبزہ و گل کا قبر پر رکھنا: حضرت بریدہ اسلمی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر کھجوروں کی

دو شاخیں لگادی جائیں جیسا انہوں نے حضورؐ کو دیکھا کہ دو شاخیں حضور نے دو قبروں پر گاڑدی تھیں، اقتدا کی انہوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کی امید پر۔ حدیث بیان کی حضرت ابن عباس سے کہ گزرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر جو عذاب دیئے جا رہے تھے آپ نے فرمایا انکو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہورہا ان میں سے ایک چغلخوری کیا کرتا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا، پھر حضور نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اس کو درمیان میں سے چیر کر دونوں قبروں میں گاڑدیا، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا کیوں کیا۔ آپ نے فرمایا جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہونگی، انکو تخفیف عذاب ہوگی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا قبروں پر پھول ڈالنا جو ہمارے زمانہ میں متعارف ہے اس کی یہی سند ہے مشکوٰۃ شریف میں مسلم شریف کی یہ حدیث محمد بن نعمان سے ہے۔ حضور نے فرمایا جو شخص زیارت کرے اپنے والدین کی قبر کی یا ان میں سے ایک کی تو بخشا جائیگا اور لکھا جائے گا۔ بر لیکی کر نیوالا والدین سے۔

زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں حاضر تھے، تو حضور علیہ السلام کا مذکور رہا، تو آپ نے کہا حضور کی قبر شریف پر ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں۔ قبر شریف کا طواف کرتے ہیں تو جو لوگ زیارت قبر شریف کیلئے سفر کو ناجائز و حرام و شرک بناتے ہیں، وہ ان فرشتوں کی نسبت کیا کہیں گے کہ جو روزانہ لاکھوں کروڑوں میل کا سفر کر کے حاضری دیتے ہیں اور مسند امام اعظم کی حدیث ہے کہ سنت صحابہ سے ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو اور قبلہ کی طرف پیٹھ اور حضور کی طرف منہ کرے اور یوں عرض کرے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

قبر والدین کو بوسہ دینا

کتب فقہ میں مادر و پدر کی قبر کو بوسہ دینا جائز کہا ہے ایسا ہی مرقاۃ ملا علی قاری اور شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ محدث دہلوی میں مذکور ہے۔ حضرت بندگی مخدوم کی قبر شریف کے بوسہ دینے کے بارے میں ذکر کیا کہ قبر کو بوسہ دینا اور اس پر ہاتھ رکھنا نہیں آیا ہے، مگر ماں باپ اور استاد کی قبر کو بوسہ دینے جائز رکھا ہے اگر کسی بزرگ کی بزرگان دین میں سے قبر کو بوسہ دے تو وہ بھی درست ہے، کیونکہ وہ بھی پدر معنوی ہے۔ معدن المعانی اور کوئی حرج نہیں ہے۔ مادر و پدر کی قبر کو بوسہ دینے میں جیسا کہ ذکر کیا گیا۔ کفایہ میں ہے کہ ایک شخص آیا حضور کی خدمت میں تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قسم کھاتا ہوں کہ میں بوسہ دوں بہشت کے آستانہ کو اور حور عین کو تو فرمایا۔ تو بوسہ دے ماں باپ کے قدم پر اور باپ کی پیشانی پر۔ اس نے کہا اگر نہ ہوں میرے ماں باپ تو حضور نے فرمایا بوسہ دے ان کی قبر کو تو کہا اس نے اگر نہ پہچانوں ان کی قبر تو حضور نے فرمایا کھینچ دو خط اور فرض کر ایک کو ماں کی قبر اور ایک کو باپ کی قبر اور ان کو بوسہ دے پس حانث نہ ہوگا اپنی قسم میں کہا گیا ہے کہ قبر پر ہاتھ رکھنا سنت یا مستحب نہیں، لیکن ہم اس میں کوئی حرج بھی نہیں جانتے اور عین الائمہ کرابسی میں کہا ایسا ہی ہم نے پایا سلف صالحین سے یہ فتاوی قنیہ میں ہے۔

اموات زائرین کو جانتی پہچانتی ہے!

حضرت عائشہ سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے میں داخل ہوتی تھی اپنے گھر میں، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون تھے اور اپنی چادر اتار دیا کرتی تھی میں کہتی تھی کہ یہ میرے شوہر ہیں۔ یہ میرے باپ ہیں۔ (ان) سے کیا حجاب ہے، پھر جب مدفون ہوئے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو قسم خدا کی نہیں داخل

ہوتی نہیں، مگر اپنے کپڑے خوب اوڑھ کر۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ حضرت شیخ نے اس کی شرح میں لکھا کہ اس حدیث میں کھلی ہوئی دلیل ہے۔ میت کی حیات پر اور اس کے علم پر اور جو کچھ کہ واجب ہے میت کا احترام اس کے زیارت کے وقت (بالکل ایسا ہی معاملہ جیسا اس کی حیات ظاہری میں کیا جاتا تھا) خصوصاً صالحین کو مدد بلیغ ہے، زیارت کنندگان کیلئے، حضرت ابو سعید سے حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ رکھا جاتا ہے۔ جنازہ اور اٹھاتے ہیں، اس کو لوگ اپنی گردنوں پر تو اگر صالح ہوتا ہے، تو کہتا ہے، مجھے جلدی لے چلو (حضرت شیخ نے لکھا کہ اسناد قول کی جنازہ کی طرف مجازی ہے اور قائل روح ہے) اور اگر ہوتا ہے، غیر صالح تو کہتا ہے، اپنے گھر والوں سے ارے خرابی ہو کہاں لیے جاتے ہو۔ سنتی ہے اس کی آواز کو ہر چیز، مگر انسان، اگر انسان سنے تو ہلاک ہو جائے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے، روایت کیا ہے ابن سندہ نے ابو نصر نیشاپوری سے اور وہ صالح و پرہیزگار تھے، کھودی میں نے ایک قبر ناگاہ وہاں قبر تھی، تو میں نے دیکھا اس میں جوان خوب رو خوشبو، خوش جامہ اس کی گود میں قرآن شریف رکھا ہوا خط سبز سے لکھا ہوا۔ اس نے پوچھا کیا قیامت برپا ہو چکی، میں نے کہا کہ نہیں، تو کہا کہ قبر کو ایسے ہی بند کر دو۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب زیارت القبور کی عبارت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زیارت قبور مستحب ہے، بالاتفاق اور مدد چاہنا اہل قبور سے سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اس کا انکار کیا ہے، بعض فقہا نے اور کہتے ہیں کہ نہیں ہے، زیارت مگر دعائے موتیٰ کے لیے اور استغفار کے لیے اور نفع پہنچانے کیلئے ان کو تلاوت قرآن سے اور دعا و استغفار سے اور بعض فقہا نے اور مشائخ و صوفیا نے کہ (عارفان با سرار حقیقت ہیں) اسکو ثابت کیا ہے اور یہ بات محقق و مقرر ہے۔ اہل کشف و کمال کے نزدیک ان میں سے بہت سوں کو فیوض و

فتوح ارواح سے پہنچا ہے۔ ان کو اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرب ہے۔ قبولیت دعائے کے لیے اور حجۃ الاسلام امام غزالی نے کہا ہے کہ جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ حیات ظاہری میں اسی سے مدد چاہی جاتی ہے بعد اُس کے انتقال کے اور مشائخ عظام میں سے ایک نے کہا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبور میں ایسے تصرفات کر رہے ہیں، جیسے اپنی حیات میں کیا کرتے تھے یا اس سے بھی زائد۔ شیخ معروف کرخی۔ شیخ عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دو اور اولیاء کرام میں سے اور یہاں مقصود حصر نہیں اور سیدی احمد بن مرزوق کہ اعاظم فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب سے ہیں نے کہا ہے کہ مجھ سے شیخ ابن العباس حضرمی نے دریافت کیا کہ امداد حی قوی تر ہے یا امداد میت کہا لوگ کہتے ہیں کہ امداد حی قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں امداد میت قوی تر ہے، تو شیخ نے کہا بے شک اس لیے کہ وہ حضور حق تعالیٰ میں ہے اور منقول اس بارے میں ان صاحبان سے اس قدر ہے کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا اور کتاب و سنت و اقوال سلف میں کوئی چیز اس کے خلاف نہیں، جو اس کا رد و انکار ہو (تو اس کا رد و انکار بدعت مخترعہ محدثہ ہے) اور آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی ہے اور اس کو احوال زائران کا شعور ہوتا ہے اور ارواح کاملان کو قرب حضرت حق سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حیات ظاہری میں تھا یا اس سے بھی زائد اور اولیائے کرام کو کرامات و تصرفات میں حاصل ہے اور یہ نہیں ہے، مگر ان کی ارواح کے لیے اور متصرف حقیقی نہیں ہے، مگر خدا عزوجل اور یہ سب کچھ اس کی قدرت سے ہے اور یہ جماعت فانی ہے۔ جلال حق میں اپنی حیات و ممات میں پس اگر کسی کو کچھ ملے ان کی وساطت سے بوجہ ان کی دوستی کے اور مرتبے کے جو ان کو حضرت حق جل جلالہ سے ہے۔ یہ کچھ دور نہیں نہ بعید از فہم ہے مگر

(مگر آنا نکہ فہم ندارند) جیسا کہ حالت حیات ظاہری میں تھا اور نہیں ہے حقیقتۃً فعل وتصرف مگر حق تعالیٰ کا اور دونوں حالت میں یکساں ہیں اور تفریق پر کوئی دلیل نہیں (ختم ہوئی عبارت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) بعض بے عقل اپنی طرف سے دونوں حالتوں میں فرق کرتے ہیں ایک کو جائز اور دوسری کو بدعت و شرک قرار دیتے ہیں، حالانکہ جو چیز غیر خدا کیلئے نہیں اس میں حی و میت و غائب و حاضر یکساں ہے۔)

کیمیائے سعادت میں ہے، امام غزالی نے فرمایا۔ محال نہ جانو کہ ہمیں اُن کی خبر ہو اور انہیں ہماری جیسا خواب میں دیکھتے ہو اور خواب میں اموات کو دیکھا جانا۔ اچھے اور بُرے حال سے یہ دلیل عظیم ہے، ان کی زندگی اُخروی پر نعمت میں ہیں یا عذاب میں اور بالکل فنا و نیست نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ یہ آیہ کریمہ: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط

تفسیر عزیزی میں ہے۔ جاننا چاہیے کہ استعانت غیر اللہ سے اس طور پر کہ اس کو مستقل بالذات جانیں اور مظہر عون الٰہی نہ جانیں، سخت حرام ہے اور اگر التفات و توجہ صرف حق ہی کی طرف ہے اور اولیاء کو مظہر عون الٰہی اور نظر کارخانہ اسباب پر کریں یعنی سبب حصول عون جانیں (کہ یہ یکساں ہے، حی و میت میں) تو معرفت سے دور نہ ہوگا اور شرعاً بھی جائز و روا۔ انبیاء و اولیاء نے بھی استعانت بغیر کی ہے اور یہ استعانت بغیر نہیں، بلکہ استعانت باللہ ہی ہے۔

اُسی میں ہے روح کا علاقہ بدن سے نظر و عنایت کے ساتھ باقی رہتا ہے اور توجہ روح کی زائرین و مستانسین و مستفیدین سے بسہولت ہوتی ہے کہ بسبب مکان مقرر

ہونے کے (یعنی قبر) جگہ روح کی متعین ہے اور اس عالم سے فاتحہ وصدقات وتلاوت قرآن جہاں اُس کا مدفن ہے، بسہولت نفع بخش ہوتی ہے اور بدن کا جلا دینا (جیسا کہ غیر مسلم کرتے ہیں) گویا روح کو بغیر مکان کے کر دینا ہے اور دفن کرنا روح کا مسکن بنانا ہے اس لیے اولیاء اللہ سے اور صلحاء مومنین سے انتفاع واستفادہ جاری ہے اور اُن کو بھی (فاتحہ وایصال ثواب) فائدہ متصور ومعلوم (تفسیر عزیزی)

امام رازی نے فرمایا، جب زائر قبر پر آتا ہے۔ اس کے نفس کو قبر سے ایک تعلق خاص حاصل ہوتا ہے، جیسا صاحب قبر کو ہے قبر سے۔ اس اشتراک کی وجہ سے دونوں نفوس کو ایک تعلق معنوی حاصل ہوتا ہے اور علاقہ مخصوص باہم، تو اگر نفس زائر قوی ہے۔ (ولی وصالح ہے) تو صاحب قبر کو نفع ہوتا ہے (فاتحہ وصدقات دعا واستغفار سے (اور اگر اس کا عکس ہوتا ہے، تو فائدہ ہوتا ہے زائر کو، تو یہ بات قابل غور ہے اور سمجھنے کے لائق ہے) اور شرح مقاصد میں ذکر کیا گیا۔ نفع حاصل ہوتا ہے زیارت قبور سے اور استعانت سے۔ نفوس اخیار سے جو انتقال کر چکے ہیں۔ اس قبر کی وساطت سے جس سے دونوں نفوس کو تعلق ہے۔ علامتہ۔ ایسا ہی ہے۔ کشف الغطا میں اور زاد اللبیب فی سر الحبیب میں۔

استمداد از اولیاء اور نہیں ہے، صورت استمداد کی مگر یہی کہ حاجتمند طلب کرے اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے بتوسل روحانیت بندہ مقرب ومکرم درگاہ والا (صاحب قبر) اور کہے خداوندا برکت اس بندہ کے جس پر تو نے اپنا رحم وکرم فرمایا ہے، میری حاجت برآری فرما۔ یا ندا کرے اس بندہ کو کہ اے بندہ خدا ولی خدا۔ (ندا غیر اللہ کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ غیر خدا کو خدا سمجھ کر

مت پکارو۔ (بندہ خدا کہا تو کیا شرک ہوا) میری شفاعت کر اور میری لیے دعاء خیر کر، تاکہ حق تعالیٰ میری فلاں حاجت پوری فرمائے تو نہیں ہے بندہ، مگر وسیلہ اور خدا ہی دینے والا اور حاجت برآری کرنیوالا ہے، تو اس میں کونسا شائبہ شرک ہے، جیسا منکروں نے وہم کیا ہے، جب طلب دعا۔ توسل محبوبانِ خدا سے حالت حیات میں درست ہے، تو بعد انتقال کیا حرج ہوا اور ان دونوں میں کیا فرق ہے، جبکہ ارواح کو کمال حاصل ہے۔ اُس سے زیادہ کہ ابدان میں تھے۔ شرح مشکوٰۃ شریف میں چند جگہ اس کی بحث موجود اور امام سیوطی نے مفصلاً شرح الصدور میں لکھا۔

حرمت وادب قبر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی، جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ ابن عبد البر نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو ایذا ہوتی ہے، جس سے حی کو ایذا ہوتی ہے اور لازم آیا کہ میت کو لذت ہوتی ہے، اُس سے جس سے حی کو لذت ہوتی ہے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہ حالت نزع میں تھے اپنے صاحبزادہ سے کہا، جب میں مرجاؤں کوئی رونے والی یا آگ میرے جنازہ کے ساتھ نہ ہو، جب مجھے دفن کر چکو تو نرمی سے میرے اوپر مٹی ڈالو۔ (اس سے معلوم ہوا کہ میت کو الم ہوتا ہے، جس سے زندہ کو ہوتا ہے) حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ دیکھا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر سے تکیہ لگائے ہوئے تو فرمایا۔ مت ایذا دے صاحب قبر کو (بوجہ اہانت واستخفاف) رواہ احمد۔

وعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ پر بیٹھنا کہ کپڑے جل جائیں اور کھال جل جائے۔ اس سے بہتر ہے کہ آدمی قبر پر (چڑھ کر) بیٹھے۔

جلال الدین سیوطی کشف الصدور میں بروایت عقبہ بن عامر صحابی لکھتے ہیں اگر میں آگ پر قدم رکھوں یا تیز ہوا پر قدم رکھوں کہ پیر جل جاتے اور کٹ جاتے ایہ اس سے بہتر ہے کہ میں قبر پر کسی مردہ کے قدم رکھوں اور برابر ہے میرے نزدیک بازار میں پیشاب کرنا یا کسی قبر کے سامنے پیشاب کرنا، یعنی برہنگی وبے شرمی کی وجہ سے اور ابن ابی الدنیا۔ سلیم بن سے روایت کرتے ہیں، کچھ لوگ قبرستان گئے ایک صاحب کو سخت حاجت پیشاب کی ہوئی۔ کسی نے کہا کر لیجیئے تو جواب دیا۔ سبحٰن اللہ میں حیا کرتا ہوں اہلِ قبور سے .... جیسا کہ حیا کرتا ہوں تم سب سے یہ سب شرح مشکوٰۃ میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ملا علی قاری نے مرقات میں لکھا۔
ابو قلابہ نے کہا میں شام سے بصرہ گیا وضو کر کے ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں صاحب قبر کو دیکھا کہ شکایت کرتے ہیں تم نے مجھے ایذا دی۔ اشعتہ اللمعات

زیارت قبور علماء مثل زیارت زندہ کی ہے۔ سامنے آنے میں اور حرمت وادب میں قبر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور قبر کی طرف پیٹھ نہ کرے۔ نہ ہنسے نہ فحش کہے جیسے بزرگوں کے حضور کرتے ہیں، متودب بیٹھے سر جھکا کر جیسے شاگرد استاد کے سامنے۔ مرید پیر کے سامنے۔ زاد اللبیب۔

ادب تاجیست از لطف الٰہی — بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی!
از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضلِ رب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد — بلکہ آفت در ہمہ آفاق زد
قول ایشاں ما بشر، ایشاں بشر — ما و ایشاں بستہ خوابیم و خورد
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

میں خدا سے توفیق ادب کی چاہتا ہوں کہ بے ادب فضل رب سے محروم ہے۔
بے ادب اپنے ہی کو صرف بد نہیں رکھتا، بلکہ اُس کا فتنہ ہر طرف پھیلتا ہے۔ یہ ایسا
کہتے ہیں۔ ہم بشر ہیں وہ بھی بشر ہیں۔ ہم اور وہ کھاتے پیتے ہیں، تو بزرگوں اور پاکوں
کو اپنے اوپر قیاس مت کرو اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے۔
ایک تو آدمی کو کھا لیتا ہے اور دوسرا وہ ہے، آدمی جس کو پی جاتا ہے، یعنی دودھ۔
(مثنوی مولانا روم)

ارواح کا اپنے گھروں پر آنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارواح مومنین و مومنات اپنے
گھروں پر آیا کرتی ہیں۔ ہر شب جمعہ اور روز جمعہ اور ہر عید کے دن اور دسویں محرم اور
شب برأت میں تو کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے دروازوں پر اور غمگین آواز سے
پکارتی ہیں اے ہمارے اہل و اولاد و اقرباہم پر رحم کرو۔ صدقہ دے کر ہمیں مت
بھول جاؤ۔ ہماری غربت پر رحم کرو۔ ہماری تنگی قبر و غم و دراز و احتیاج سخت پر رحم
کرو۔ یہ مال جو تمہارے پاس ہے اگر ہم خرچ کر دیتے تو تمہارے پاس نہ ہوتا اور ہم اس کے
بارے میں سوال نہ کیے جاتے اور عذاب نہ دیئے جاتے، پھر مایوس ہو کر بد دعا کرتی ہوئی واپس
جاتی ہیں اے خدا محروم کر انہیں ایسا ہی جیسا انہوں نے ہمیں محروم کیا دعا و صدقہ و
خیرات (ایصال ثواب) سے اور صدقہ کیا ہے، تو حدیث میں آیا۔ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ ہر
بھلائی ہر نیکی صدقہ ہے۔ تسبیح صدقہ ہے تحمید صدقہ ہے، کلمہ طیبہ صدقہ ہے اور صدقہ غضب
رب کو بجھا دیتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ جتنا آگ پانی کو۔ احادیث میں آیا۔ نصف قرآن
کی برابر، جب صدقات کا ایصال ثواب ہوا، تو یہ غضب رب کو بجھا دیتا ہے۔ اس

سے بھی زیادہ جتنا آگ پانی کو۔ اس کو بدعت کہنا بدعت، بدعت ممنوعہ وہ ہے، جو قواعد شرعیہ کے خلاف ہو، جس سے کوئی سنت یا احکام شرع میں سے کوئی حکم بدل جائے۔ مسلم شریف کے باب ایصال الثواب الی الاموات میں دیکھ لو، ایصال ثواب ... کی کتنی مثالیں موجود ہیں۔

اور دقائق الاخبار میں حضرت عائشہ سے حدیث ہے۔ مختصراً میت کہتی ہے ہائے وارثو تمہیں قسم ہے، خدا تعالیٰ کی میں نے کثیر مال جمع کیا اور تمہارے لیے چھوڑ دیا تم ہمیں مت بھول جانا۔ اپنی روٹی کے ٹکڑوں سے میں نے تمہیں قرآن پڑھایا، تو مت بھول جانا مجھے، اپنی دعاؤں سے اور ابو قلابہ سے ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا۔ قبرستان میں کہ بعض ارواح کے سامنے نور کے طبق میں اور بعض کے آگے نہیں، تو وجہ پوچھی تو کہا میرا بیٹا ہے، غیر صالح۔ نہیں دعا کرتا ہے۔ میرے لیے اور نہیں صدقہ کرتا ہے۔ میری طرف سے اس لیے میرے لیے نور نہیں اور میں شرمندہ ہوں، اپنے پڑوسیوں کے درمیان تو ابو قلابہ نے اس کے بیٹے کو اس کی خبر دی، تو اس کے بیٹے نے توبہ کی اور اس کے لیے صدقہ کیا، تو پھر ابو قلابہ نے اس میت کو خواب میں دیکھا کہ اس کے لیے نور ہے، آفتاب سے زیادہ تو اس میت نے کہا اے ابو قلابہ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق اور جزائے خیر دے، میں تیری وجہ سے آگ سے آزاد ہوا اور شرمندگی سے جو مجھے اپنے ہمسایوں سے تھی اور روضہ کے اندر ذکر کیا ہے۔ کبھی ہوتی ہیں، یہ ارواح اپنے گھروں کے دروازہ پر کہتی ہیں آیا کوئی ہے، جو ہمیں یاد کرے۔ ہم پر رحم کرے اے رہنے والے ہمارے گھروں میں اور اے آرام اٹھانے والے ہماری چیزوں سے کہ اُن چیزوں کی وجہ سے ہم بدبخت ہوئے اے رہنے والے ہمارے کشادہ مکانوں میں ہم تنگ قبروں میں ہیں۔ اے ذلیل رکھنے والے ہماری اولادوں کو اے وہ جنہوں

نے نکاح کیا ہے ہماری عورتوں سے آیا کوئی ہے، جو فکر کرے ہماری اس مصیبت و سختی میں ہمارے نامۂ اعمال لپٹے گئے۔ تمہارے کھلے ہوئے ہیں۔ روایت کیا ابو نعیم نے لیث بن سعد سے کہ ایک شخص شہید ہو گیا اہل شام سے۔ ہر شب جمعہ کو اپنے والد کے خواب میں آتا، ایک شب نہ آیا، تو والد نے اس سے کہا کہ پچھلے جمعہ تم نہ آئے، جس سے مجھے بڑا افسوس ہوا، تو کہا کہ شہداء کو حکم ہوا تھا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کا پس میں ان کی ملاقات کو گیا تھا اور یہ وقت موت کا تھا عمر بن عبد العزیز کی۔ ایسا ہی ہے۔ شرح الصدور میں جلال الدین سیوطی سے اور کنز العباد و خزانۃ الروایات، زاد اللبیب، کشف الغطا اور جبرۃ الفقہا میں۔

فضائل صدقات

عن ابی ہریرہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کہ صدقہ دیا ایک چھوارے کے برابر پاک سب سے اور نہیں قبول کرتا ہے اللہ، مگر طیب کو تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اپنے دہنے ہاتھ میں پھر اس صدقہ کی پرورش کرتا ہے، صاحب صدقہ کے لیے یہاں تک کہ ہو جاتا ہے، وہ پہاڑ کی برابر جیسے کہ کوئی شخص پرورش کرتا ہے اپنے گھوڑے کے بچھڑے۔ متفق علیہ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ رب کے غضب کو سرد کر دیتا ہے اور دور کرتا ہے، بُری موت کو یہ اشارہ ہے سلامتی و عافیت کا دنیا و آخرت میں اور سلامتی ایمان وقت موت روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اموات کو ایصال ثواب

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ میری ماں کا انتقال ہو گیا، تو کونسا صدقہ بہتر ہے، حضور نے فرمایا "پانی" تو کنواں کھودا اپنی ماں کے نام پر اور

کہا اس کا ثواب میری ماں کیلئے ہے، اس کو روایت کیا ابو داؤد نے اور نسائی نے۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ بلند کر دیتا ہے درجہ عبد صالح کا جنت میں تو وہ کہتا ہے یہ کس وجہ سے ہوا، تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کیا۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ عبد اللہ بن عباس سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے میت قبر میں، مگر اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ڈوبتا فریاد کرتا اور مدد مانگتا ہے، انتظار کرتا ہے، دعوت کا جو اسے پہنچے گی، اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے، جب یہ چیز اسے مل جاتی ہے، تو اسے محبوب ہوتی ہے تمام دنیا و ما فیہا سے اور اللہ تعالیٰ داخل فرماتا ہے اہل قبور پر دعا سے اہل زمین کی پہاڑوں کے برابر ثواب اور تحفہ زندوں کا مردوں کی طرف ان کے لیے استغفار کرنا، ان کے لیے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اور خلاصہ میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب صدقہ کرتے ہیں لوگ مردے کی نیت سے تو حکم فرماتا ہے خدائے تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو لے جائے اس ثواب کو فلاں میت کی قبر کی طرف ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ ہر فرشتہ کے ہاتھ میں نور ہوتا ہے، پس لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ السلام علیکم یا ولی اللہ اور اس کے آگے رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نے یہ آپکو بھیجا ہے اور مرآۃ الآخرۃ میں کہا ہے کہ اگر میت کے ترکہ سے ایصالِ ثواب کریں، تو یہ مکروہ ہے، کیونکہ یہ حق وارثوں کا ہے اور اگر اپنے مال سے کھانا پکائیں اور خلق خدا کو کھلائیں، تو بے شبہ مستحب ہے، اس لیے کہ پیغامبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو شام کا کھانا سوئم، دہم، چہلم چھٹے مہینے اور سال دیا ہے اور صحابہ نے بھی ایسا کیا ہے، جو اس کا انکار کرے وہ رسول اور اجماع

ہماچہ کا منکر ہے اور تحفہ نصائح میں لکھا ہے۔ ؎

پس مردہ سازی طعام را چہل در سوئم ہفتم یا چہل

باید کہ وہی درویش را ورنہ نباشد معتبر

اور ریاض الناصحین میں لکھا ہے کہ وہ کھانا جو میت کی طرف سے رسم اور ناموس اور ریا کے لیے ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہم نہ کریں تو لوگ برا کہیں گے کہ انہیں اپنے مُردوں کا کچھ خیال نہیں وہ کھانا مکروہ (اس لیے کہ نیت خیر و نیت اتصال ثواب نہیں) مجمع الفوائد میں ہے کہ تین دن اہلِ میت کا کھانا کھانا مکروہ ہے) (اغنیا کے لیے) اور وہ طعام جو اعزہ اقربا اہل میت کو بھیجتے ہیں وہ کھانا بغیر اہل میت کے کھانا مکروہ تحریمی ہے، مگر اُس شخص کو کہ تعزیت کے لیے دور سے آیا ہو یا جنازہ کو کسی دور کے فاصلہ تک لے جائیں۔ خلاصتہ الفقہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدائے تعالیٰ اور میں بیزار ہوں اُس شخص سے جو اہل مصیبت کا کھانا تین دن سے پہلے کھاتے ہیں، مگر فقیر اور مصابیح میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات سے زیادہ سخت اور کوئی رات نہیں ہے۔ میت پر تو رحم کرو اپنے مردہ پر کچھ صدقہ دیکر (مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے میت کی نیت سے ایک لاکھ دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا کہ ثواب اس کا اس میت کو پہنچے، تو اگر وہ میت لائقِ عذاب کے تھی، تو اس کو عذاب نہ کریں گے اور اگر عذاب کے لائق نہ تھی، تو اُس کے درجات بلند ہوں گے۔ شرع میں کہا مستحب ہے کہ صدقہ دیا جائے میت کی طرف سے سات دن مسائل مہمات میں ہے۔ بدر السعادہ میں لکھتے ہیں کہ ملک خراسان اور زمین عرب میں اچھی رسم ہے کہ تیسرے دن کھانا، شربت اور میوے

موجود رکھتے ہیں ، جب لوگ زیادہ قبر سے لوٹتے ہیں، تو اہل میت کے مکان پر آتے ہیں اور روح میت کے لیے کھلاتے ہیں اور کھاتے ہیں ۔ یہ کام موافق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت علماء دین کرتے ہیں ۔ قطب عالم نے اس وقعہ پر فرمایا کہ ہندوستان میں کیا بری رسم ہے کہ اہل مصیبت خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور مردہ کو بھی منتظر صدقہ کا رکھتے ہیں ۔ یہ مستحب نہیں ہے (اسی قباحت اور شناعت میں ڈالنے کے لیے دیوبندی ، وہابی لوگوں کو فاتحہ و ایصال ثواب سے منع کرتے ہیں) بلکہ یہی چاہیے کہ جب قبرستان سے لوٹیں کھانا بہ مناسب استطاعت مہیا کریں اور خلق خدا کو کھلائیں اور ایسے کام جو موافق روح مردہ کے ہوں ، موافق شرع کے ہو کریں یہ سراج الہدایہ میں ہے ، تصنیف سید جلال الدین بخاری ۔

جو کھانا مردہ کی روح کے لیے پکاتے ہیں ، کوئی روایت اس کے حلال یا حرام یا مکروہ ہونے کی کتب فقہ میں نہ دیکھی اور صواب یہ ہے کہ جو شیخ نے جامع البرکات میں لکھا کہ مدار نیت پر ہے ، جو کچھ بہ نیت صدقہ کے کریں ، تاکہ ثواب اس کا اموات کو پہنچے یہ فقیر کو دینا چاہیے اور جو کچھ بہ نیت ضیافت مسلمانوں کے کریں یہ غنی اور فقیر سب کے لیے ہے ، جیسا کہ مشائخ کے عرسوں کے موقع پر ہمارے شہروں میں معروف و متعارف ہے ۔ اگر عرسوں میں یوں کہو کہ کھانا فلاں کی روح کے لیے پکایا ہے ، ایسا نہ کہیں بلکہ یوں کہیں کہ کھانا یا ماحضر تیار کیا گیا ہے ، تو بہتر اور اگر روح فلاں کے ایصال ثواب کی نیت کریں کہ ہم نے ضیافت کی ہے ، اُن کی یاد کے لیے ، تاکہ قرآن اور فاتحہ پڑھیں اور ثواب اس کا ان کی روح کو پہنچائیں کچھ حرج نہیں ہے ۔ یہ کشف الغطا میں ہے ۔ شیخ الاسلام دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ۔

عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ وقت صبح صادق اور
ایسے ہی ہجرت ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ اور وفات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
روز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول وقت صبح صادق، تو اہل مکہ دعوت اور ضیافت کا اہتمام
کرتے ہیں دو وجہ سے ۱۲ ربیع الاول شریف کو (نجدی حکومت سے قبل) ایک تو وہ دن
کہ حضور اس دن پیدا ہوئے مکہ معظمہ میں اور اس وجہ سے مکہ اکرم بلاد ہوا دوسرے
یہ وہ دن ہے کہ حضور پُر نور پر پہلی وحی اتری اور جبرائیل علیہ السلام کا نزول ہوا اور
اہل مدینہ اس دن دو فریق ہیں، ایک فریق ضیافت و دعوت کرتا ہے، مانند اہل مکہ
کے فرحاں و شاداں بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے اس دن
اور کہتے ہیں کہ خدا نے تعالیٰ نے مدینہ کو معزز کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف
آوری سے اور فریق دوم اظہارِ رنج و غم کرتے ہیں اور اجتماع کرتے ہیں مانند اجتماع اہل
تعزیت اور کہتے ہیں کہ اس روز وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کھانا پکاتے
ہیں کھلاتے ہیں یتیموں اور مسکینوں کو بسبب دوستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہے
عرس شریف حرمین طیبین میں (ہمیشہ سے تا حکومت نجدی خبیث) اس کے سوا مسلمانوں
کے شہروں میں تو کہا مجھ سے ایک مرد ثقہ نے جب آتا ہے روزِ میلادِ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم زینت دیتے ہیں بازاروں کو اور چراغاں کرتے ہیں اور ۱۰-۱۱-۱۲ ربیع الاول
کی رات کو جاگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیدائش کے دن ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نبی (باختلاف روایت) اور ہر سال ایسا ہی کرتے ہیں اور دونوں میں سادات اور علماء

کی خصوصاً اور تمام مسلمانوں کی عموماً دعوت کرتے ہیں اور میں نے سنا مشائخ کرام سے رحمہم اللہ کہ سلف صالحین ہمیشہ بالالتزام کرتے رہے ہیں ایسا ہی تمام اسلامی شہروں میں اور مشائخ صوفیہ دعوت اور ضیافت اور سماع (نعتیہ کلام بلا مزامیر) اور اجتماع کرتے ہیں اور ختم قرآن کرتے ہیں اور وظائف و نوافل میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ مسلمانوں کا شعار اور تعظیم رسول کے لیے ہے اس کا ثواب پاتے ہیں ۔ دنیا کے اندر یہ مدہے کہ کسی بادشاہ یا امیر کی قدر کہ روز پیدائش پر کھانا کھلاتے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کھانا سالگرہ کا فلاں امیر و بادشاہ کی ہے ، تو انسب ہے کیا جاوے ذکر میلاد اور طعام میلاد اُس ذات پاک کا جو سبب ہوا بندوں کی نجات کا آتش دوزخ سے یہ منقول ہے کتاب سے سید محمد ابن مسعود کا زرونی اور بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ نبیا متغرمایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبور شہداء احد کی ہر سال (تاریخ شہادت پر) پس جب پہنچتے تھے تو آواز بلند سے فرماتے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ، پھر ہر سال ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور پھر ہر سال عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آتی تھیں (ہر جمعہ کے دن) اور حضرت عائشہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر جمعہ کے دن اپنے بھائی کی قبر پر کذا فی العینی شرح بخاری ۔ سعد بن وقاص سلام کرتے تھے شہداء احد پر اور اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے تم کیوں ایسا نہیں کرتے ہو ، وہ تمہیں جواب سلام دیں گے اور فاطمہ خزاعیہ کہتی تھیں کہ سورج ڈوب گیا تھا اور میں اپنی بہن کے ساتھ شہداء احد کی قبور پر حاضر ہوئی ، تو ہم نے کہا السلام علیکم یا عم رسول اللہ ، تو ہم نے سنا ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور حالانکہ وہاں اس میدان میں دور تک کسی کا پتہ بھی نہ تھا

اس کو روایت کیا حاکم نے اور صحیح کہا اور بیہقی نے دلائل میں کہ کہا حدیث بیان کی مجھکو عبدالاعلی نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی فروہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت فرمائی قبور شہداء احد کی اور فرمایا کہ تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں جو ان کی زیارت کرے گا اور سلام کرے گا یہ اس کو جواب سلام دیں گے قیامت تک یہ شرح الصدور میں ہے۔

حضرت جلال الدین سیوطی سے اور ارواح آتی ہیں ایام عرس میں ہر سال موضع عرس میں اور خوش ہوتی ہیں اور اس ساعت میں اثر بلیغ ہے، جوان کے لیے دعا کرتا ہے۔ دستور القضاۃ میں ملتقط سے ہے اگر ہو قبر عبد صالح کی اور ممکن ہو، تو اس کے گرد گھومے تین بار تو ایسا کرے یہ خزانۃ الروایات میں اور زاد اللبیب میں اور مطالب میں اور محک الطالبین فتاویٰ برہنہ سے ہیں۔

تعمیر قبر

برکت قبور صالحین ابونعیم اور ابن منده نے ابوہریرہ سے روایت کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو اپنے مردوں کو قوم صالحین کے درمیان کہ مردہ ایذا پاتا ہے بُرے پڑوس سے جیسے زندہ اور ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، جب کوئی مرجائے تم میں سے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت پورا کرنے میں جلدی کرو اور اس کی قبر کو گہرا کرو اور اس کو بُرے پڑوس سے بچاؤ عرض کی گئی یا رسول اللہ کیا اچھا پڑوس آخرۃ میں بھی نفع کرتا ہے، حضور نے فرمایا کیا دنیا میں نفع کرتا ہے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی نفع کرتا ہے آخرت میں یہ شرح الصدور میں ہے۔

اور دفن کرنا جوار میں قبور صالحین کے اور اُن کے حضور وشہود میں موجب برکت کا اور قبولیت دعا کا ہے اور مقامات متبرکہ کی زیارت کرنا اور وہاں دعا کرنا متوارث ہے ۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ قبر موسیٰ کاظم کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تریاق مجرب ہے قبولیت دعا کے لیے اور زیارت قبور میں ان کا احترام استقبال جلوس میں اور تادب میں وہی حکم ہے، جو اُن کی حالت حیات میں تھا یہ کہا ہے ۔ طیبی نے شرح سفر السعادۃ میں اور اگر کوئی شخص ثواب اپنے اعمال کا دوسرے کو دے تو جاتا ہے ۔ یہ مسائل مہمہ میں ہے ۔

قبر پر اذان کہنا

حصن حصین میں ہے کہ جب آگ لگی دیکھے تو تکبیر کہے بجھ جائے گی یہ مجرب ہے ۔ عذاب قبر سے مردے کو ذکر اور قرآن و فاتحہ کی برکت سے امید نجات ہے اور مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اور کتاب عمل الیوم واللیل میں ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص آگ لگی ہوئی دیکھے تو تکبیر بلند کرے ۔ آگ بجھ جائے گی (انتہیٰ) بعد دفن میت کے اگر اذان کہیں تو منع نہ کرنا چاہیے کہ ذکر خیر ہے اور جو ذکر خیر کی اور فاتحہ کی کہ قرآن ہے اور تمام اعمال خیر کی ممانعت کرے، وہ مناع للخیر کا مصداق ہے اور اذان کو روکنا یہ عادت کفار و مشرکین ہے اور بدعت دو قسم پر ہے ۔ حسنہ اور سیئہ ۔ جیسے کہ امام نودی نے مسلم شریف کی شرح میں اور شیخ عبدالحق نے مشکوٰۃ کی شرح میں اور تمام کتب فقہ میں موجود اور بخاری میں حضرت عمر سے روایت تراویح کے بارے میں نعمت البدعۃ ہٰذہ ۔ (یہ بہت اچھی بدعت ہے) جو تفصیل اور تحقیق کا متلاشی ہو وہ رسالہ ایذان الاجر فی الاذان علی القبر اور بریق المنار لشموع المزار اور رسالہ الاہلال فی فیوض الاولیاء بعد الوصال کا مطالعہ کرے ۔

عہد نامہ اور شجرہ وغیرہ قبر میں رکھنا

شرح منیہ میں ہے کہ اگر لکھا جائے کفن پر تو امید بخشش ہے اور بعض متقدمین سے منقول ہے کہ انہوں نے وصیت کی کہ اُن کے سینہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا جاوے۔ ان کو خواب میں دیکھا گیا کہ فرماتے ہیں کہ میں عذاب قبر سے بسم اللہ کے لکھے جانے کی وجہ سے محفوظ رہا۔ یہ کشف الغطا میں ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے والد نے ان کو وصیت کی اُن کے کفن میں یہ رباعی لکھ کر رکھ دیں۔

دارم دل کہ غمگین بیامرز و مپرس	صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس
شرمندہ شوم کہ بہ پرسی عملم !	اے اکرم الاکرمین بیامرز و مپرس

اور دوسری یہ ہے۔

قدمت علی الکریم بغیر زاد	من الحسنات والقلب السلیم
فحمل الزاد اقبح کل شیئ	اذا کان القدوم علی الکریم

یہ اخبار الاخیار میں ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔

میت کے ذمہ سے فرائض و واجبات کا فدیہ

واجب ہے کہ جس کے ذمہ روزے اور نماز ہوں جو ادا کرنے سے رہ گئے ہوں یہ کہ وصیت مرتے وقت ان کے فدیہ کے ادا کرنے کی اور واجب ہے، ورثاء پر کہ تہائی مال سے اس وصیت کو پورا کریں ہر نمازِ فرض اور وتر اور ہر روزے کے عوض آدھا صاع گندم دیں (پونے دو سیر ۵ ۷ اروپیہ آٹھ آنہ بھر) یا اس کا دونا جو یہ ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک ایک مُد اور اگر

عــــه شرح منیہ کے سیر سے پونے دو سیر اور ۸۰ اروپیہ کا سیر جو عام طور سے رائج ہے اس سے دو سیر تین چھٹانک اور اٹھنی بھر ۱۲ منہ غفرلہ

وصیت نہ کرے تو وارثوں پر اس کی ادائیگی واجب نہیں مستحب ہے' وارثوں کے لیے کہ ایسا کرے یہ عمل کفایت کرے گا میت کو انشا اللہ تعالیٰ ایسا ہی کہا ہے امام محمد نے زیادات میں اور اصول میں فخر الاسلام نے اور شرح میں شیخ ابن ہمام نے اور اگر نہ چھوڑا ہو مال تو قرضہ اور مسکین کو دیں اور وہ مسکین صدقہ کر دے میت کی طرف سے وارث کو اور وارث صدقہ کر دے مسکین کو اور یہ لوٹ پوٹ اتنی بار کریں کہ حساب سے جتنے روزے اور جتنی نمازیں اندازاً میت پر تھیں اگر سے بھی کچھ زائد فی نماز اور فی روزہ پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت یہ خلاصہ میں ہے اور یہ حساب اس طرح ہے کہ میت کی عمر کا شمار کریں مرد کے لیے ۱۲ سال اور عورت کے لیے ۹ سال مدت بلوغ وضع کر دیں اور ہر دن کی نمازیں فرض و واجب کے لیے ۱۰ ½ دس سیر احتیاطاً ۱۱ سیر[۱] فدیہ دیں اور رمضان کے ۳۰ روزوں کا ایک من ساڑھے بارہ سیر فدیہ دیں' اسی طرح پوری عمر کا حساب لگا کر یہ کشف الغطا میں ہے اور شیخ اجل امام ابوبکر نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر قرأۃ قرآن کریں اور شیخ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں قاریان قرآن کے بیٹھنے کو درست کہا ہے اور مفتاح میں ہے کہ جو مسلمان کی قبر کی زیارت کرے اور یہ دعا پڑھے تو اگر اس کو عذاب ہونا ہو گا تو قیامت تک کے لیے اٹھ جائے گا۔ اللّٰھُمَّ اِنِّی اسئلک بحق محمد و اٰلہٖ ان لا تعذب ھٰذا المیت ابدا اس سے وسیلہ بھی ثابت ہے اور ترمذی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک نابینا کو یہ دعا تعلیم فرمائی جس کی برکت سے وہ بینا ہو گئے۔ حضرت عثمان بن حنیف صحابی نے زمانہ خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک حاجتمند کو یہ دعا تعلیم کی جس سے اُن کا مقصد پورا ہوا وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ

---

[۱] یہ بھی سو روپے کے سیر سے ۱۲۔

الرَّحْمَۃِ یا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِكَ اِلٰی رَبِّی لِیَقْضِیَ لِی حَاجَتِی فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے اور بجائے یا محمد کے یَا رَسُوْلَ اللہ کہے۔ ترجمہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بوسیلہ تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نبی رحمت ہیں یارسول اللہ میں سوال کرتا ہوں اپنے رب سے آپ کے وسیلہ سے تاکہ میری حاجت پوری ہوجائے اے میرے رب ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ اس میں وسیلہ اور ندا یارسول اللہ اور شفاعت کا ثبوت ہے اور جس کو تفصیل دیکھنا ہو، وہ رسالہ "انوار الانتباہ فی حل ندا یارسول اللہ" دیکھے تو اس دعا سے نابینا بینا ہوجاتے ہیں، تو جو روحانیت کے نابینا ہیں وہ اس دعا کو پڑھیں، ورنہ نابینا ہی رہیں گے اور مَن کان فی هٰذہ اعمٰی فَھو فِی الاخرۃ اعمٰی واضل سبیلا۔

وما علینا الا البلاغ ولیبلغ الشاھد الغائب ونسئل اللہ العفو والعافیۃ۔ اللھم اجعلھا رشتی فی اھلی وعیالی ابنائی وبنائی والی ومدارستی الی یوم القیمۃ واجعلھا نورًا فی قلوبنا ومدورنا و قبورنا ودیننا ودنیانا نورا عظیمًا منیرًا کلامًا تاما الی یوم القیمۃ ط

آمین

فقیر محمد ابراہیم رضا عفی عنہ مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف